قادیانیوں سے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

مصنف

مفسر قرآن، حضرت باباجی، ابو النصر

رحمتہ اللہ تعالی علیہ

منظور احمد شاہ صاحب

طالب دعا

المدینہ لائبریری ٹیم

سوشل بائیکاٹ

کی شرعی حیثیت

علماء کرام نے جب عوام کے تعاون سے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آغاز فرمایا تو اہل اسلام نے مرزائیوں کا مکمل سماجی بائیکاٹ کر دیا۔ اس پر مرزائیوں اور اُن کے حواریوں نے اس بائیکاٹ کو غیر شرعی قرار دیا تو حضرت مصنف مدظلہ العالی نے زیر نظر رسالہ ''سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت'' شائع فرما کر اُمت مسلمہ پر احسان عظیم فرمایا۔

(مرتب)

سوشل بائیکاٹ کی شرعی حیثیت

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کے موقعہ پر علماء نے بائیکاٹ کا فتویٰ دیا۔ مرزائی اور اُن کے حواری چیخ اُٹھے کہ یہ اقدام اسلامی نکتہ نگاہ سے صحیح نہیں ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر چند سطور پیش خدمت ہیں کہ پتہ چل جائے کہ یہ اقدام بائیکاٹ اسلام اور شریعت کے اُصولوں کے قطعی منافی نہیں ہے۔

حدود و قصاص قائم کرنا تو حکومت کا کام ہے لیکن اگر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو جائے تو اس کی اصلاح کیلئے جرائم پیشہ لوگوں کا بائیکاٹ کرنا، ان سے الگ تھلگ رہنا، بیاہ شادی غمی کی تقریبات میں انہیں شامل نہ کرنا اصلاح کا پُر امن طریقہ ہے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں ہے ''وھذہ کان داب الصحابۃ و من بعدھم من المؤمنین فانھم کانو یقاطعون من حاد اللہ ورسولہ ''(1) یعنی صحابہ کرام اور بعد والے بزرگوں کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالفوں اور دشمنوں سے بائیکاٹ کرتے رہتے۔

۱۔ کفار مشرکین، بدکردار اور مرتدین ظالم لوگوں سے الگ تھلگ رہنا اور لوگوں کو الگ رہنے کی ترغیب دینا قرآن حکیم کے اس ارشاد کے عین مطابق ہے۔ ''فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ''(2) (واضح ہوجانے کے بعد ظالموں

1۔ نور الدین، مرقاۃ شرح مشکاۃ، باب الحوض والشفاعۃ، ص 3550/8

2۔ الانعام، 68:6

کے پاس مت بیٹھیں) نیز ہم روزانہ نماز وتر میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت کے اس حصہ" ونخلع و نترك من يفجرك "(1) میں ظالموں سے بائیکاٹ کا عہد کرتے ہیں اور عہد کی ایفاء کا عملی نمونہ پیش کرنا مومن کا اولین فرض ہے، اسی کا نام بائیکاٹ ہے۔

۲۔ جنگ تبوک کے موقعہ پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور آپ کے دو اور ساتھی محض اجتہادی غلطی کی بناء پر جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے تو حضور انور ﷺ نے واپسی پر اُن کا سماجی بائیکاٹ فرمایا جو اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ زمین اپنی وُسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ اس واقعہ کو قرآن حکیم نے "سورۂ توبہ" میں بیان فرمایا جب بعض اوقات اپنوں کا بائیکاٹ جائز و درست ہے تو مرتدین کا کیوں جائز نہیں، جن کا وجود اسلام کو ہر گز ہر گز پسند نہیں۔(2)

۳۔ ترک موالات: یعنی کفار و مشرکین کو راز دار بنانے، ان سے دوستی رکھنے کو قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر منع فرمایا ہے، ارشاد ہوتا ہے" لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله "(3) ایسا نہیں ہوسکتا کہ مومنین خدا اور رسول کے دشمنوں سے محبت بڑھائیں، مراسم رکھیں گویا اس میں مشرکین و مرتدین سے بائیکاٹ کا حکم دیا گیا ہے۔

1۔ عبدالرزاق، المصنف، باب القنوت، الرقم 4968، ص 110/3

2۔ التوبة، 118:9

3۔ المجادلة 22:58

۴۔ ہمارا کفار و مرتدین سے بائیکاٹ کرنا تو ایک ہلکا سا احتجاج ہے، جس میں صرف اپنوں کو غیروں سے الگ رہنے کی ترغیب ہے، کفار کے آپس میں میل ملاپ پر ہرگز کوئی پابندی نہیں ہے۔ اسلام تو کفار و مرتدین کے پکڑنے، محاصرہ کرنے اور مکمل ناکہ بندی کے جواز کا ہی قائل نہیں بلکہ ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے "وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد" (1) اس میں حکم ہے دشمن کو پکڑو، محاصرہ کرو اور ناکہ بندی کرو اور قرآن حکیم کے ہر حکم پر عمل مومن کا فرض ہے اس سے کیسے انکار ہو سکتا ہے کہ اس وقت اسلام اور ارتداد کی جنگ ہے اور حملہ کرنے میں پہل مرتدین کی طرف سے ہے۔

۵۔ مسلمانوں نے بنی نضیر کا جب محاصرہ کیا تو قیمتی باغ جو محاصرہ میں رکاوٹ تھے کاٹ دیئے گئے تھے، دشمنان اسلام نے اعتراض کیا کہ یہ فساد فی الارض ہے تو خدائے قدوس نے فرمایا "ما قطعتم من۔۔۔ او ترکتموھا قائمۃ علی اصولھا فباذن اللہ" (2) اے صحابہ! جو کچھ تم نے کیا درختوں کو کاٹا یا رہنے دیا سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

اس حکم ربانی سے دو باتیں معلوم ہوئیں پہلی یہ کہ دشمن اسلام کا بائیکاٹ محاصرہ جائز ہے، دوسری یہ کہ جنگی ضروریات کے لئے جو تخریبی کاروائی ناگزیر ہو وہ فساد نہیں بلکہ عین تعمیر ہے۔ اس استدلال کی تائید قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری

1۔ التوبۃ 05:09

2۔ الحشر 05:59

میں اسی آیہ کے تحت کی ہے۔

۶۔ حضرت سید عالم ﷺ نے غزوۂ حنین کے بعد طائف میں مالک بن عوف نصری کے بنگلہ کا محاصرہ فرمایا۔(1)

۷۔ وطیح وسلالم کے قلعوں کا مسلسل ۱۴ دن محاصرہ رہا۔

۸۔ غزوۂ خیبر کے موقعہ پر قلعہ قموص کا محاصرہ فرمایا گیا۔

۹۔ ھض قلعہ کا محاصرہ ۳ دن جاری رہا تو ایک یہودی کے مخبری کرنے پر کہ اہل قلعہ کے پاس سامان وافر ہے، اگر پانی کی پائپ لائن توڑ دی جائے تو قلعہ فتح ہوسکتا ہے، چنانچہ رحمت عالم، سراپا شفقت ومحبت، پیکرِ اخوت ومروت ﷺ کے حکم سے پائپ لائن توڑ دی گئی اور فتح ہوگئی۔(2) کوئی بھی شخص جسے اسلام اور ایمان سے ذرا بھی تعلق ہے حضور ﷺ کے اس اقدام کو غلط قرار نہیں دے سکتا۔

۱۰۔ جو لوگ حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ کے واقعات کو پیش کر کے بائیکاٹ و محاصرہ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے جہاں حضور علیہ السلام کی ذات کا تعلق ہے۔ وہاں پتھر بھی برداشت ہیں، کوڑا ڈالنے والی یہودیہ کی بیمار پرسی بھی ہے، طائف کو گالیوں کے جواب میں دُعائیں ہیں، کانٹے بچھانے والوں کیلئے خاموشی ہے، بردباری ہے حوصلہ ہے، درگزر ہے۔ اہل مکہ کو معافی بھی ہے مگر جہاں اسلامی اصولوں سے ٹکراؤ ہے، دَین سے تصادم ہے تو بائیکاٹ بھی ہے، محاصرہ بھی، علیحدگی بھی ہے۔

1۔ سیرۃ المصطفیٰ ص9 ج 3

2۔ زاد المعاد ص136، ج2

مقاطعہ بھی، محاذ بھی ہے اور تلوار بھی۔ میدان بدر و اُحد میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کا برہنہ تلوار لے کر نکلنا اس دعویٰ کی کافی دلیل ہے، اُصول اسلام سے انحراف پر ہاتھ کاٹنا بھی ہے اور سنگساری بھی، جلاوطنی بھی ہے اور دُرّے بھی۔ یہ "اشداء علی الکفار رحماء بینھم"(1) کی عملی تفسیر ہے۔

قہاری و جباری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں
(اقبال مرحوم)

اس عنوان پر مزید تلاش ہو تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کی کتاب "احکام شریعت" حصہ دوم مسئلہ نمبر ۷۴، ۸۱، ۸۲ ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ الفتح 48:29